

بحث

بعض

غیر اسلامی

اور

تاریک پہلو

قرنی اسمبلی میں - نئے بحث پر
شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
کی تقریر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب اسپیکر صاحب! نئے بحث پر کوئی مفصل تبصرہ کرنا مقصود نہیں۔ انداد و شمار اور حساب و کتاب کے اس فن کیلئے الگ لوگ ہیں۔ مگر دینی اور اسلامی نقطہ نظر سے چند مرد ضات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ نئے بحث پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اس کی چند خامیوں پر گفتگو کرنے سے قبل میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ اچھے پہلوؤں کی تحسین ہو۔ ملک کے غیر معمولی حالات اور جن بحرانوں سے ہم گزر رہے ہیں۔ اور جس غیر یقینی کیفیت سے ہم دوچار ہو رہے ہیں۔ اس کی بناء پر بحث سے قبل لوگوں کو بڑے خدشات تھے۔ مختلف افواہیں تھیں۔ ایسے تشویشناک حالات میں جو بحث سامنے آیا۔ اس سے مجموعی حیثیت سے لوگوں نے کچھ اطمینان کی سانس لی۔ نئی چیزوں پر ٹیکس نہ لگانا محدود آمدنی والے طبقے کی قابل ٹیکس آمدنی کی حد ۷ ہزار سے بڑھانا یہ چند ایسی باتیں ہیں کہ بحث موجودہ حالات کے تقاضوں سے ایک حد تک ہم آہنگ ہے۔ یہ کہنا تو اتنا پسند نہ ہے کہ بحث تمام خامیوں سے پاک ہے لیکن بحث میں کچھ لپچھے فیصلے بھی کئے گئے ہیں۔

معاشی خوشحالی اور معاشرہ کی اخلاقی اور دینی اصلاح کا باہمی تعلق

مگر بد قسمتی سے ہماری اچھی پالیسیوں کا بھی اگر خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اور یہ بحث بھی خوشگوار اثرات سے مرتب نہ کر سکا۔ تو اس کی وجہ بھی وہ بنیادی خرابیاں ہوں گی جو معاشرے کے نہ صرف عوام بلکہ خود برسر اقتدار

طبقہ بھی اس میں ملوث رہتا ہے۔ پوری، اسمگلنگ، بلیک مارکیٹ، ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور دولت کے حصول کی ہر جائز و ناجائز خواہشات کی تکمیل اور ہوس زر پورے معاشرے کو حکومت ہی کی نگرانی اور سرپرستی میں پورے معاشی نظام کو کھانے پھانے کا بجہ جب تک معاشرے سے ان بنیادی خرابیوں کا قلع قمع نہیں کیا جائے گا۔ ہماری معاشی اصلاح اور عوامی خوشحالی کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ معاشیات و اخلاق کا باہمی گہرا ربط اور تعلق ہے۔ اخلاق کی تربیت نفس کی تطہیر دل کی پاکیزگی اور خوفِ خدا و محاسبہ آخرت ہی سے معاشیات سدھر سکتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے مساوات سے زیادہ مساوات پر زور دیا۔ معاشرہ کی اصلاح کے نتیجہ میں کئی صدیاں ایسا دور رہا کہ ملک میں زکوٰۃ قبول کرنے والا کوئی نہیں مل سکتا تھا۔

ہر شہری کو بنیادی ضروریات کی فراہمی حکومت کا بنیادی فرض ہے۔

جہاں تک عوامی خوشحالی اور روٹی، کپڑا، مکان، بنیادی اشیائے عرف کی فراہمی کا تعلق ہے، اسلام نے اسے ایک اسلامی حکومت کا بنیادی فرض قرار دیا ہے۔ اس بارہ میں ریاست کی کفالت عامہ ایک مستقل ذمہ داری ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تھا کہ لو مات الکلب علی شط الفرات لکانہ عمر مسئولاً عنہا۔ اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا تھا کہ کسی خارش زدہ اونٹ کو مالش کی دوائی نہ مل سکی۔ تو خدا مجھ سے باز پرس کرے گا۔ اس مسئولیت اور ذمہ داریوں کو ہم پچھلے ۲۵ سال سے فراموش کرتے رہے۔ تو نتیجہ سامنے آیا کہ ۲۶ ہلال گزر گئے۔ مگر ہماری ۷۵/۷۶ فیصد آبادی اب بھی تعلیم، علاج، روشنی، پانی جیسی بنیادی ضروریات سے محروم ہے۔ یہ صرف دیہات کی بات ہے۔ شہری علاقہ بھی غربت، افلاس اور ہنگامی کے ہاتھوں نالال ہیں۔ مزدور آج بھی نان جو کی کیلئے ترستا ہے۔ ہمارے محترم وزیر خزانہ نے بنیادی اشیاء صرف، چینی، گھی، آٹا وغیرہ کی قیمتوں کے استحکام کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ بات واقعات کے مطابق نہیں۔ عوام کی قوت خرید صلب ہوتی جا رہی ہے۔ قیمتی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ملک کا اکثر حصہ اب بھی ایسا ہی پسماندہ ہے۔ جیسا کہ ۱۹۷۷ء سے قبل رہا۔

مثال کے طور پر میں اپنا ہی حلقہ انتخاب پیش کی تحصیل نوشہرہ چھ سات لاکھ مسابھو پھیلا ہوا ہے۔ مگر یہاں تک دس دس میل سے ایک چھوٹی سی

میرے حلقہ انتخاب کی حالت ۱۹۷۷ء سے قبل جیسی ہے۔

کرتا ہوں ضلع لپٹار اور سینکڑوں مربع میل میں کہ بعض مقامات، پانی تک سے محروم ہیں۔

ٹرینسپورٹ میں آنا پڑتا ہے۔ علاقہ نظام پور اور چڑاٹ سے یکسر خیر آباد تک پہاڑی سلسلہ معدنیات کے زرد سے محروم ہے۔ عوامی مسائل نہیں۔ درجہ ایسے دشوار گزار علاقوں میں منتحش قائم کر کے پورے روزگاری

وغزبت کا علاج کیا جاسکتا تھا۔ اس لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں موجودہ بجٹ سے بھی بالواسطہ ہوتی ہے کہ ایسے علاقوں کی تقدیر کے دن کب بدلیں گے۔

اسلام نے اپنی معیشت کی بنیاد عدل و انصاف کے ساتھ کفایت شعاری اور میانہ روی پر رکھی ہے۔ ”الاقتصاد نصف المعیشتہ“ عربی مقولہ ہے کہ ضرورت کی جگہ پر ضرور خرچ کیا جائے۔ اور بیجا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہو۔ تعیشتات اور اسباب تغیش کی فراوانی اور ان پر بیجا اخراجات جسکی موجودہ بجٹ میں بھر رہا ہے۔ معاشیات درست نہیں ہو سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن چننا اور باتوں کے علاوہ

ملنے کی اہمیت نہ ہوگی۔ سبب تک

ذرائع خرچ کا نہ پوچھ لیا جائیگا۔ لا تترکوا قدامہ ابنت آدم (الحدیثہ)

حضرت عمرؓ کی مجلس میں جب وہ دفتر کے سرکاری کام میں مصروف ملاقاتی آیا۔ آپ نے چراغ بجھا دیا۔ جب وہ جانے لگا تو پھر چراغ روشن کیا۔ اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ چراغ میں تیل بیت المال کا ہے۔ آپ نجی کام میں مجھ سے ملنے آئے تھے۔ تو اس وقت اس تیل کو خرچ کرنا بددیانتی ہوتی۔ اس لئے میں نے چراغ بجھا دیا۔ اور اب دوبارہ سرکاری کام کے لئے روشن کر دیا۔ مگر ہماری کفایت شعاری اور اقتصاد کی حالت یہ ہے کہ ملک جب متحد اور سالم تھا۔ تو اخراجات چار ارب تھے۔ اب یہ بڑھ کر سات ارب چار کروڑ ہو گئے۔ کیونکہ کثیر سرمایہ سامان تغیش اعلیٰ سے اعلیٰ فرنیچر، ٹی وی، سامان زینت پر تکلف مسرفانہ اشیاء کی درآمد آئے دن کے جشنوں اور بڑی بڑی بھاری تنخواہوں پر خرچ ہو رہا ہے۔ اور کچھ بجٹ میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے دیگر مراعات یا قہ طبعوں کی وجہ سے مصارف بڑھ گئے۔ سرشلیم اور عوامی نعروں کے باوجود عام آبادی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔

بجٹ اور سودی نظام | ہمارے بجٹ اور معاشیات کی دوسری بڑی خرابی وہ سودی نظام ہے جسے نہ صرف یہ کہ بجٹ میں قائم بلکہ اور مستحکم کیا گیا ہے۔ سودی نظام کے بارہ میں خدا کا اعلان جنگ ہے۔ نأخذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ حضورؐ نے آخری خطبہ میں اسے اپنے قاتلوں سے پائمال کر سنے کا اعلان کیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سودی معاشیات کا نتیجہ

امریکہ اور برطانیہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ برطانیہ جزیرہ میں سودی نظام کی وجہ سے سمٹ کر رہ گیا ہے۔ امریکہ اقتصادیات میں ساری دنیا کا ٹھیکیدار تھا۔ مگر آج اس کے ڈالر کے بحران کی وجہ سے ساری دنیا الیاتی بحران میں مبتلا ہے۔ اس لئے سودی نظام سے جلد از جلد خلاصی ضروری ہے۔ اور حتیٰ الوسع بجٹ

کو اس سے پاک کرنا ضروری تھا۔

بجٹ اور شراب | جب ہم بجٹ پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو بہت سی چیزیں محاصل و مصارف کی ضمن میں ایسی نظر آتی ہیں: جو اسلام کی رو سے قطعاً ناجائز اور ناقابلِ برداشت ہیں۔ ایسے آمد و خرچ سے معاشرہ منبھلتا نہیں بگڑتا ہے۔

بجٹ میں شراب بھی موجود ہے۔ پرسوں جناب وزیر محنت نے میرے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ شراب کی درآمد پر ۱۷ لاکھ روپے کا زرمبادلہ خرچ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ شراب پر سیاحوں کی وجہ سے دس سال تک مکمل پابندی لگانا مشکل ہے۔ ملک کے اندر شراب سے ہزاروں روپے ٹیکس لے کر پورے معاشیات کو اس ام المعبثت کی دھبہ سے پلیدا اور بے برکت بنا دیتے ہیں۔ دوسری طرف تقریباً ۱۷ لاکھ روپے شراب کے زرمبادلہ پر خرچ کر دیتے ہیں۔ ہمیں سیاحت کو فروغ دینا ہے۔ مگر شرابیوں کی سیاحت سے نہیں۔ جو پورے ملک اور معاشرے کو برباد کر دیں گے۔ لیویا کے مرد مجاہد کرنل قذافی نے ان مصلحتوں کو نہیں دیکھا۔

بجٹ اور خاندانی منصوبہ بندی | ہم نے خاندانی منصوبہ بندی کیلئے بجٹ میں ساڑھے تین کروڑ روپے رکھے ہیں۔ ہم بار بار کہتے ہیں کہ یہ دولت نہ صرف نتائج کے لحاظ سے بلکہ شرع کی رو سے بالکل ناجائز خرچ کی جا رہی ہے۔ خدا کی شانِ رزاقیت کو چیلنج دے کر افراد کی قوت کو گھٹا کر ہم خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ پھر خدا ایسی قوموں کی منصوبہ بندی خود کر لیتے ہیں۔ ہم نے خاندانی منصوبہ بندی سے فحاشی اور حرام کاری کو بڑھایا۔ مگر آبادی گھٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور خدا کے غضب نے ہماری نصف آبادی مشرقی پاکستان کی ہم سے کاٹ دی۔ یہ قدرت کی منصوبہ بندی تھی۔ اس لئے جسٹس کا یہ دلائل ضرورت پر خرچ کرنا چاہئے۔

جو پیشہ ور طوائف اور ثقافتی طائفے | ہمارے بجٹ میں جو کو گھوڑ دوڑ کے نام سے ترقی دی جا رہی ہے۔ پیشہ ور طوائف پر ثقافت کے نام سے لاکھوں روپیہ لگایا جا رہا ہے۔ ہمیں ثقافتی طائفوں کے تبادلہ کے نام لاکھوں روپے کا زرمبادلہ لگانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ملک کی اکثریت بھوکے ننگی ہواد ہم رقص و سرود ناچ گانے اور فحاشی پر آرٹ، کلچر اور ثقافت کے نام سے لاکھوں روپے لگائیں۔ تو اس سے بڑھ کر ستم ظریفی کیا ہو سکتی ہے۔ ہماری اسلامی مملکت کے بجٹ سے شراب، جو اور ہمارے منکرات کے اخراجات معدوم ہونے چاہئے تھے جن کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے: "انہذا الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجسئے من عمل الشیطن فاجبتہن"۔

بحث اور اسلامی تعلیم و تبلیغ دینی تربیت | ایک بہت بڑی خامی جو ہمارے ملک کے بحث پر بدترین اور بدنامی داغ ہے۔ اور جو اس ملک کے قیام کے وقت کچھ دعووں اور مقاصد سے فدا ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم دینی تربیت اور اسلامی اقدار کے فروغ پر کوئی بھی کما حقہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ تعلیم کے طویل باب میں ہمیں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کے لئے کوئی رقم مختص نظر نہیں آ رہی۔ یہ ایک اہم ترین قومی اور نظریاتی ضرورت تھی۔ کہ بحث کا آدھا نہیں۔ تو ایک ہفتائی حصہ اسلامی تعلیم کے لئے مختص ہونا ضروری تھا۔ بحث میں آئرش کونسل جن کا کام رقص و سرود کی ترویج ہے۔ کیلئے تو لاکھوں روپے رکھے گئے۔ عہد جاہلیت کے آثار کے لئے عجائب گھر ہیں جن پر لاکھوں روپے لگاٹے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بدھ مت کے تہذیبی آثار کے لئے بھی ہم نے ۲۳ لاکھ روپے رکھے ہیں۔ مگر اسلام کی عزت کا یہ عالم ہے کہ ملک کے اندر تبلیغ و تعلیم اسلام کا کما حقہ انتظام نہیں۔ تو بیرون ملک اسلام کی تبلیغ کے نام جو زرباد لہ جاتا ہے۔ جو مسلمانوں اور عالم اسلام

ضرب کاری بنا ہوا ہے۔ پاکستان کا کی وجہ سے اور مالی وسائل کے ذریعہ دنیا میں پھیل سے کہتے ہیں اور اس میں ملک کا مفاد ہے کہ قادیانیوں طے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ سوالات باقاعدہ اسمبلی میں داخل کئے تھے جنہیں مسترد کر دیا گیا۔ اقلیت قرار دینے کے بارے میں میری قرارداد کو خلافت ضابطہ قرار دیا گیا۔

ہمارے ملک کو جو معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ مشرق و مغرب میں اقتصادی لحاظ سے نفرت بڑھ گئی اس میں اس منصوبہ بندی کا اہم حصہ تھا جس کا سربراہ ہم نے ایک مرزائی ایم ایم احمد کو بنایا۔ اور آج یہی لوگ ہماری افواج تک پر قابض ہیں۔

الغرض کفر و ارتداد کے پھیلاؤ نے میں ہمارا سرمایہ اور وسائل تو خرچ ہو سکتے ہیں۔ (یہاں قادیانیت کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا کہ سپیکر صاحب نے تقریر کا سلسلہ سختی سے منقطع کر دیا۔ اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کو اپنی تقریر ختم کرنی پڑی)

دورۃ نفسیر خاتہ پور

مدرسہ مخزن العلوم خانیپور میں یکم شعبان سے حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ شاہ ولی اللہ کے طرز فکر پر دورۃ تفسیر کا آغاز فرمادیں گے حسب سائل طلبہ کے قیام و طعام وغیرہ کا نظام مدرسہ کرنے گا۔ فراغت پر سند فراغت دی جائے گی۔ (شفیق الرحمن درخواستی ناظم مدرسہ ہذا)